ارشاد الہائم فی حقوق البہائم

تالیف

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ

۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ

۱۸۶۳ - ۱۹۴۳ء

البشریٰ

إرشاد الهائم في حقوق البهائم

جانوروں کے حقوق

مصنفہ

مجدد الملت حکیم الامت

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ

ترتیب جدید مع اضافہ

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری رحمہ اللہ

ناشر

ادارہ اسلامیات

کراچی ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جانوروں کے حقوق کے متعلق چالیس حدیثیں

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا و سند نا محمد و الہ وصحبہ اجمعین ۔

اما بعد! حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ایک کتاب ''ارشاد الہائم فی حقوق البہائم'' نظر سے گزری اس میں جانوروں کے حقوق تفصیل سے لکھے ہیں اور اس سلسلہ میں تیس (۳۰) حدیثیں مع ترجمہ وتشریح جمع فرمائی ہیں اور دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ ''عجلت میں مضمون کم رہا ہے اگر کوئی صاحب اضافہ فرمادیں تو موجب اجر ہے'' اللہ جل شانہ کا بے انتہاء شکر ہے کہ اس نے مجھے اس خدمت کے لئے مقبول فرمایا اور رسالہ مذکورہ میں اضافہ کرنے اور از سر نو مرتب کرنے کی توفیق دی۔

چنانچہ رسالہ مذکورہ کا یہ ایڈیشن اسی جدید ترتیب اور اضافہ کے ساتھ شائع ہورہا ہے احقر نے اس سلسلہ میں جو ترمیم کی ہے وہ امور ذیل سے ظاہر ہے: (۱) حضرت مولانا رحمہ اللہ نے صرف تیس حدیثیں جمع فرمائی تھیں میں نے دس حدیثوں کا اضافہ کر کے چہل حدیث بنادی ہے۔ (۲) اصل کتاب میں پہلے یکجا حدیثیں جمع فرمائی تھیں اور پھر سب کا نمبروار ترجمہ مع تشریح لکھا تھا، میں نے ہر حدیث کو اس طرح درج کیا ہے کہ ایک کالم میں حدیث اور دوسرے کالم میں ترجمہ لکھ دیا ہے، اور پھر اس کی تشریح درج کردی ہے۔ (۳) بعض جگہ حضرت مولانا رحمہ اللہ کی عبارت سہل کرنے کے لئے چند الفاظ یا پوری عبارت میں تغیر کردیا ہے اس سے پہلے بھی حضرت مولانا رحمہ اللہ کی بعض کتابوں کی تسہیلات شائع ہوچکی ہیں، مثلاً تسہیل قصد السبیل وغیرہ۔

(۴) بعض جگہ حاشیہ میں اور بعض جگہ بین القوسین عربی لفظ کا ترجمہ لکھ دیا ہے۔
(۵) حدیث نمبر ۳۰ جو حضرت مولانا رحمہ اللہ کے رسالہ کی آخری حدیث تھی اب بھی اس کو آخر میں رکھا ہے اور اب وہ حدیث نمبر ۴۰ ہوگئی اور دس حدیثوں کا اضافہ حدیث نمبر ۲۹ اور حدیث چالیس کے درمیان کیا ہے۔

بہت سی جگہ جو متن حدیث یا ترجمہ میں کتابت کی غلطی ہوگئی تھی اس کو درست کر دیا ہے اور ہر حدیث خود مشکوۃ شریف میں دیکھ کر لکھی ہے، حدیث نمبر ۴۰ کے علاوہ (جو پہلے نمبر ۳۰ تھی) سب حدیثیں مشکوۃ شریف سے لی گئی ہیں اس رسالہ سے جہاں جانوروں کے حقوق معلوم ہوں گے وہاں غیر مسلم قوموں کے اس الزام کا جواب بھی معلوم ہو جائے گا کہ مسلمان جاندار پر رحم نہیں کھاتے اور اسے کچھ نہیں سمجھتے۔

ناظرین سے درخواست ہے کہ حضرت مولانا رحمہ اللہ کو اور احقر کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔ آمین

محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا سافرتم فی الخصب فاعطوا الابل حقھا من الارض واذ سافرتم فی السنۃ فاسرعوا علیھا السیر وفی روایۃ اذا سافرتم فی السنۃ فبادروا بھا نقیھا۔ رواہ مسلم

ترجمہ:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ہرا بھرا جنگل ہونے کے زمانہ میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق زمین سے دیا کرو (یعنی تھوڑی دیر میں ان کو چرنے کو چھوڑ دیا کرو) اور جب قحط سالی میں سفر کرو (کہ اس زمانہ میں راستہ میں گھاس والی زمین نہ ملے) تو ان پر سفر جلدی سے قطع کر لیا کرو۔ (مسلم)

ف:۔یعنی راستہ میں بے ضرورت دیر نہ لگایا کرو تا کہ منزل پر جلدی پہنچ کر کچھ چارہ وغیرہ ان کو مل جائے کیونکہ منزل پر ان چیزوں کا اہتمام رہا کرتا ہے مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب تم خشک سالی میں سفر کیا کرو تو ان کا گودا ختم ہونے سے پہلے ان کو (منزل پر) جلدی پہنچا دیا کرو (یعنی بلا وجہ دیر مت لگاؤ یا کوئی زائد مشقت مت ڈالو کہ اس کا ست ہی نکل جائے)۔

اس حدیث سے سواری کے جانور کے یہ حقوق معلوم ہوئے جن میں یکہ وگاڑی کا گھوڑا بھی داخل ہے (۱) راستہ میں اس کو بقدر حاجت آرام دینا چاہئے آثار سے تھکن معلوم ہونے لگے تو اس کو دم دے دے، تھکنے پر جانور کا بدل ڈالنا بھی اس کا ایک اچھا طریق ہے (۲) راستہ میں اگر گھاس وغیرہ نہ ہو تو منزل پر پہنچنے میں فضول دیر نہ لگائے، مثلاً کسی دوست کے ملنے کو ٹھہر گئے اور وہ جانور غریب سوکھے منہ کھڑا ہے یا فضول سیر وسیاحت وتماشے کے لئے اس جانور کو لئے پھرتے ہیں (۳) منزل پر پہنچ کر جلد سے جلد جانور کی خبر لے اس میں بھی بے حد غفلت کرتے ہیں کہ منزل پر پہنچ کر جانور

کے گھاس دانہ کو بھول جاتے ہیں خاص کر اگر وہ جانور کرایہ کا ہو تو اور بھی زیادہ غفلت کرتے ہیں۔

۲۔وعنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لاتتخذوا ظھور دوابکم منابر فان اللّٰہ تعالیٰ انما سخرھا لکم لتبلغکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس وجعل لکم الارض فعلیھا فاقضوا حاجاتکم۔

رواہ ابو داؤد

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی سواری کے جانوروں کو منبر (کے مشابہ) مت بناؤ (یعنی اس طرح کہ راستے میں مثلاً کوئی دوست مل گئے اور سواری کو روک کر اسی پر بیٹھے بیٹھے گھنٹوں باتیں کر رہے ہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہ جانور تمہارے تابع اس لئے کر دیئے ہیں کہ تم کو ایسے مقام تک پہنچادیں جہاں تم بدون مشقت نفس کے پہنچنے والے نہ تھے پس اس پر بغیر قطع مسافت کے گھنٹوں بیٹھے رہنا اس کو ایک زائد تکلیف پہنچانا ہے اور اس کام کے واسطے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین بنائی ہے سو اس پر اتر کر اپنی حاجتیں پوری کیا کرو (یعنی زیادہ دیر تک بات چیت کرنا ہو تو سواری کو چھوڑ دو زمین پر اتر کر بات چیت کرو)۔

ف:- بہت سے امراء اس بلا میں مبتلا ہیں کہ دونوں نے گھوڑے روک لئے اور چڑھے چڑھے گھنٹوں باتیں کر رہے ہیں اور جانور اکتاتا ہے گھبراتا ٹاپیں مارتا ہے مگر ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور زمین پر اترنا عار سمجھتے ہیں اور چڑھے چڑھے باتیں کرنے کو شان اور فخر سمجھتے ہیں البتہ اگر کوئی مختصری بات ہو اس کا مضائقہ نہیں۔

۳۔وعن انس رضی اللّٰہ عنہ قال کنا اذا نزلنا منزلاً لانسبح حتی نحل الرحال۔ رواہ ابو داؤد

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی منزل پر اترتے تھے تو نماز نہیں پڑھتے تھے جب تک کہ کجاووں کو نہیں کھول لیتے

تھے (اور اونٹوں پر سے نہ اتار لیتے تھے)۔ (ابوداؤد)

ف:- سبحان اللہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جانوروں کی کتنی رعایت کرتے تھے کہ بے ضرورت اتنی تھوڑی دیر تک بھی ان کا لدا رہنا پسند نہ کرتے تھے۔

٤۔ وعن شداد بن اوس رضی اللّٰہ عنہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان اللّٰہ تبارك و تعالیٰ کتب الاحسان علی کل شئی فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ و اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ولیحدّ احد کم شفرتہ ولیرح ذبیحتہ۔ رواہ مسلم

ترجمہ:- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کرنے کو ضروری فرمایا ہے سو جب تم (کسی مجرم کو) قتل کیا کرو تو اچھے طریقے سے قتل کیا کرو اور جب تم (کسی جانور) کو ذبح کیا کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کیا کرو اور اس اچھے طریقے میں یہ بھی شامل ہے کہ تم میں جو شخص بھی اس کام کا کرنے والا ہو وہ اپنے چاقو کو تیز کر لیا کرے اور اپنے ذبیحہ کو راحت دے۔ (مسلم)

ف:- مطلب یہ ہے کہ بلا ضرورت تکلیف نہ پہنچائے، مثلاً مستحق قتل کو یا موذی جانور کو کوئی شخص ترسا ترسا کر قتل کرے جیسا کہ کبوتر باز بلی کو مارتے ہیں یا ذبح کرنے کا چاقو کند ہو، یا روں کے کٹنے کے بعد کھال حلق کی کاٹنے لگے یا اور کسی طریق سے تکلیف پہنچا دے یا ذبح سے پہلے اس کو بھوکا پیاسا مارے جیسے اکثر قصاب کرتے ہیں، فقہاء نے اس کے متعلق بہت سے مسئلے لکھے ہیں یہاں تک فرمایا ہے کہ ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کرے، پیشہ ور لوگ ان امور میں بہت کوتاہی کرتے ہیں اور کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ خود ذبح کرنا ہی راحت کے خلاف ہے، بات یہ ہے کہ مصلحت وضرورت سے اللہ تعالیٰ نے ذبح کی اجازت دی ہے اور مصلحت کے لئے قتل کرنے کو سب ہی جائز سمجھتے ہیں حتی کہ جو لوگ ذبح حیوان پر خلاف رحم ہونے کا اعتراض کرتے ہیں امن قائم کرنے کی مصلحت سے مجرم اور قاتل کے قتل کرنے کو درست سمجھتے ہیں

حالانکہ یہ بھی خلاف راحت ہے اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ اس حدیث میں قتل و ذبح کو جو ایک جگہ ذکر کیا گیا ہے تو اس میں اسی اعتراض کو دفع کرنا مقصود ہے۔

۵۔ وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھی ان تصبر بھیمۃ او غیرھا للقتل ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ اس حرکت سے منع فرماتے تھے کہ کسی بہیمہ (چوپایہ) کو یا غیر بہیمہ کو (مثلاً انسان کو) قتل کے لئے باندھ کر کھڑا کیا جائے۔ (بخاری ومسلم)

۶۔ وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَیْئًا فِیْہِ الرُّوْحُ غَرَضًا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو ایسی چیز کو نشانہ بنا دے جس میں روح ہو۔ (بخاری ومسلم)

ف: ۔ بعض لوگ محض نشانہ کی مشق کے لئے جانور کو باندھ کر کھڑا کرتے ہیں اور اس کو تیر لگاتے ہیں یہ وہی مضمون ہے۔ ع

ان کا تو کھیل ، خاک میں ہم کو ملا دیا

سو اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

اسی حکم میں جانور کو شکار کا آلہ بنانا جیسے شیر کا شکار کرنے والے بکرا باندھ دیتے ہیں یا مچھلی کا شکار کرنے والے کانٹے میں زندہ خراطین لگا دیتے ہیں نظیرہ فی الدر المختار یکرہ تعلیم البازی بالطیر الحی لتعذیبہ، بعض لوگ دوا بنانے میں زندہ جانور کھولتے پانی میں یا گرم روغن میں ڈال دیتے ہیں جو سراسر ظلم ہے۔

۷۔ وعن جابر رضی اللہ عنہ قال نھیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الضرب فی الوجہ وعن الوسم فی الوجہ ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے چہرہ پر مارنے سے اور چہرہ پر نشان لگانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

۸۔ وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر علیہ حمار قد وسم فی وجھہ قال لعن اللہ الذی وسمہ۔ (مسلم)

ترجمہ:- نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک گدھا گذرا اور اسکے چہرے پر نشان کیا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے اس کے چہرے پر نشان لگایا ہے۔ (مسلم)

ف:- نشان کرنا جانور کے کسی دھاردار آلہ سے جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ گوشت تک نہ پہنچے صرف حد جلد تک رہے دوسرے یہ کہ چہرہ پر نہ ہو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کا قول جو کراہت اشعار میں مذکور ہے بقول امام طحاوی وامام ابو منصور ماتریدی رحمہما اللہ مراد وہ اشعار ہے جو گوشت تک پہنچ جاتا تھا (شامی ص:۲۳۰، ج:۱) باقی گرم لوہے سے داغ دینا ایسے طریقے سے تو جائز ہے جس میں زیادہ ایذا نہ ہو (شامی عن الاتفاق جلد ۵، ص:۲۸۲) ورنہ درست نہیں۔ لاحادیث النہی عن تعذیب الحیوان عامة وعن الکی خاصة وھذا النہی مختص بزیادة التاذی۔

۹۔ وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قتل عصفورا فما فوقھا بغیر حقھا سألہ اللہ تعالیٰ عن قتلہ قیل یا رسول اللہ! وما حقھا قال ان یذبحھا فیاکلھا ولا یقطع راسھا فیرمی بھا۔ رواہ احمد والنسائی والدارمی۔

ترجمہ:- کسی چڑیا کو یا اس سے بڑے جانور کو اس کے حق کے خلاف قتل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے قتل کے متعلق اس سے باز پرس فرمائیں گے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: یہ ہے کہ اس کو کھانے کے لئے ذبح کرے اور اس کا سر جدا کر کے پھینک نہ دے۔ (احمد، نسائی، اور دارمی)

ف:- مطلب یہ کہ فضول وبے کار قتل نہ کرے بلکہ جس جانور کا گوشت کھایا

جاتا ہو اگر اس کو کھانا منظور ہو تو باقاعدہ ذبح کرے اور جس کا گوشت نہ کھایا جاتا ہو اگر وہ موذی ہے تو اس کو دفع ایذا کی غرض سے قتل کرنا درست ہے کہ یہ قتل کرنا بھی فضول نہیں ہے دفع ایذا خود مصلحت ہے اور اگر نہ اس کا گوشت کھایا جاتا ہے نہ موذی ہے تو اس کا قتل کرنا بالکل جائز نہیں کہ وہ محض فضول ہی ہے، حدیث نمبر ۱۰ و ۱۳ جو آئندہ آتی ہے اس کے بھی یہی معنی ہیں، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ذبح کرنے سے سر جدا ہو جائے تو سر بھی حلال ہے اس کو پھینکا نہ جائے، نقله الشامي ايضا عن العناية ج:۵، ص:۲۰۲، وسياتي تحقيقه تحت الحديث الأتي۔

۱۰۔ وعن ابي واقد الليثي رضي الله عنه قال قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينةَ وهم يَجُبُّونَ أسنمةَ الإبلِ وَيقطَعُونَ اِليَاتِ الغَنَمِ فقالَ مَا يُقطَعُ من البهيمةِ وَهِيَ حيَّةٌ فهو مَيتَةٌ لاتُؤكل۔ (رواه الترمذي وابو داؤد)

ترجمہ:- حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ایسے زمانہ میں تشریف لائے کہ لوگ اونٹوں کے کوہانوں کو اور دنبوں کی چکتیوں کو (ذبح کے قبل) تراش لیتے تھے اور اس کے بعد ذبح کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زندہ جانور سے جو عضو تراشا جائے وہ عضو مردار ہے کھایا نہ جائے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی اور ابوداؤد نے)

ف:- اس کے منع ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس میں خواہ مخواہ جانور کو تکلیف دینا ہے کوہان اور چکتی ذبح کے بعد بھی حاصل ہو سکتی ہے لہٰذا ذبح سے پہلے کاٹنا خواہ مخواہ جانور کو تکلیف دینا ہوا، شاید زندہ جانور کے کاٹے ہوئے چکتی اور کوہان میں ذرا بہت زیادہ لذت ہو مگر ذرا سے نفع کے لئے (اور وہ بھی جو یقینی نہ ہو) جانور کو تکلیف دینے کی اجازت نہیں ہے۔

اس ممانعت میں قصابوں کا یہ فعل بھی داخل ہے کہ ذرا سی کھال بڑھانے کے لئے اوپر سے ذبح شروع کر کے رگوں تک لاتے ہیں تو رگوں کے کٹنے سے پہلے پہلے جتنی دور سے کھال کاٹی گئی ہے وہ بلا ضرورت جانور کو تکلیف دینا ہے گویا ایسا کرنے سے

گوشت حرام نہ ہوگا کیونکہ ذبح سے پہلے کھال یا اور کوئی عضو جدا نہیں ہوا ہے یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس حدیث میں جو زندہ جانور سے کاٹے ہوئے عضو کو حرام فرمایا ہے سو اس سے وہ جانور مراد ہے جو ذبح نہ کیا گیا ہو لہٰذا اگر جانور کو ذبح کر کے اس کی جان نکلنے سے پہلے اس کا عضو کاٹ لیا جائے تو اس کا کھانا حلال ہوگا اگرچہ ایسا کرنا گناہ ہے درست نہیں ہے مگر چونکہ ذبح کئے ہوئے جانور کو شریعت نے زندہ قرار نہیں دیا، اس لئے وہ عضو حلال ہوگا جو ذبح کے بعد جان نکلنے سے پہلے کاٹ لیا جائے گا۔ (صرح بہ فی الدر المختار ورد المختار) حدیث نمبر ۹ کے ذیل میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے یہاں اسکی تحقیق ہوگئی۔

۱۱۔ وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من التحریش بین البھائم۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں میں لڑائی کرانے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

ف:- مرغ بازی اور بٹیر بازی اور مینڈھے لڑانا اسی طرح کسی اور جانور کو لڑانا سب اس ممانعت میں داخل ہے اور سب حرام ہے کیونکہ اس میں خواہ مخواہ ان کو تکلیف دینا ہے اور اسی کے حکم میں ہے گاڑی بانوں کا بیلوں کو بھگانا کہ وہ بھی ہانپ جاتے ہیں اور بعض اوقات سواریوں کے بھی چوٹ لگ جاتی ہے اور تفاخر مقابلہ کے سوا اس میں کوئی مصلحت نہیں اور گھڑ دوڑ وغیرہ جب کہ اس میں جوا نہ ہو اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس کی مشاقی میں مصلحت ہے۔

۱۲۔ وعن زید بن خالد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتسبوا الدیک فانّہ یوقظ للصلوۃ۔ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مرغ کو برا نہ کہو کیونکہ بیشک وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔

ف:- آگے حدیث نمبر ۲۱ و نمبر ۲۲ سے معلوم ہوگا کہ یہ ممانعت عام ہے تمام

غیر موذی جانوروں کو اور تمام حالات کو۔ پس مجموعہ احادیث سے ثابت ہوا کہ جانوروں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ ان کو برا نہ کہا جائے اب غضب ہے کہ جانور سے تجاوز کر کے اس کے پالنے والے ہی کو گالیاں دیتے ہیں جیسا کہ بیلوں کو کہتے ہیں کہ تیرے بیچنے والے کی یوں، تو یہ فعل اور زیادہ حرام ہے۔ و تخصیص غیر الموذی لحدیث لعن اللّٰہ العقرب۔

۱۳۔ وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال نہی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن قتل اربع من الدواب النملۃ والنحلۃ والھدھد والصرد۔

(رواہ ابو داؤد والدارمی)

ترجمہ: - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کے قتل سے منع فرمایا چیونٹی اور شہد کی مکھی اور ہدہد اور لٹورا۔ (ابوداؤد اور دارمی)

ف: - چار کا ذکر مثال کے طور پر ہے مطلب یہ ہے کہ جس کا نہ تو کھانا مقصود ہے اور نہ وہ موذی ہے اس کا قتل کرنا جان کا خواہ مخواہ تلف کرنا ہے، حدیث نمبر ۹ کے ذیل میں یہ بھی مضمون گذرا ہے یہ صورت بھی اس ممانعت میں داخل ہے جو بعض سنگ دلوں کی عادت ہے کہ ہاتھ میں بندوق لئے جاتے ہیں بندوق خالی کرتا ہے کوئی جانور سامنے آگیا اور بلاوجہ اس کو نشانہ بنادیا اور وہ بیچارہ بزبان حال یہ کہتا ہوا اور تڑپتا ہوا عدم کو سدھارا۔ ؎

لکھ کر ہمارا نام زمین پر مٹا دیا
ان کا تو کھیل، خاک میں ہم کو ملا دیا

یا ہاتھ میں بید ہلاتے ہوئے جارہے ہیں کوئی کتا، بلی سامنے پڑ گیا اور بلاوجہ اس کے ایک رسید کردی اور وہ غریب ٹائیں ٹائیں کر کے رہ گیا مگر: ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درحق بہر استقبال می آید(۱)

۱٤۔ وعن عبد الرحمن بن عثمان رضی اللّٰہ عنه ان طبیبا سأل النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم عن ضفدع یجعلها فی دواء فنهاه النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم عن قتلها رواه ابو داؤد وفی روایة للنسائی عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما مرفوعاً لاتقتلوا الضفادع فان نعیقهن تسبیح ۔

ترجمہ:- حضرت عبد الرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے مینڈک کے بارے میں سوال کیا کہ اس کو مار کر دوا میں شامل کرلوں؟ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کو منع فرمایا، اور نسائی کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ مینڈکوں کو قتل مت کرو کیونکہ ان کی آواز تسبیح ہے۔

ف:- اس ممانعت کی وجہ بھی وہی ہے جو حدیث نمبر ۹ و نمبر ۱۳ میں گذری ہے اور نسائی کی روایت میں جو حکمت فرمائی ہے وہ مستقل وجہ نہیں ہے بلکہ وجہ مذکورہ کا ضمیمہ ہے مطلب یہ ہے کہ یہ جانور بھی مثل دوسرے جانوروں کے ذاکر ہے تو اس کے قتل میں ذکر الٰہی کا توڑ دینا ہے اور کوئی مصلحت وضرورت ہے نہیں جس کے لئے اس کو گوارا کیا جائے اور دوا کی ضرورت کا اعتبار اس لئے نہیں کہ تداوی بالحرام (حرام کے ذریعہ دوا کرنا) جائز نہیں جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے یا اگر اجازت ہے تو جو درجہ ضرورت کا اس اجازت کے لئے شرط ہے یعنی اس کا شدید ہونا اور دوسری دوا کا نافع نہ ہونا یہ شرط مینڈک کو استعمال کرنے میں نہ پائی جاتی ہوگی جیسا متاخرین کا فتویٰ ہے پس یہ قتل بے ضرورت رہ گیا لہٰذا ممنوع ہوا۔

---

(۱) مظلوم کی آہ سے ڈرو، کیونکہ جب وہ دعا کرتا ہے تو خدا کی طرف سے قبولیت اس کے استقبال کو آتی ہے۔۱۲۔

۱۵۔ وعن سعد بن مالك رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لاهامة ولا عدوىٰ ولا طيرة وان تكن الطيرة فی شئی ففی الدار والفرس والمرأة رواه ابو داؤد قال فی المرقاة والمعنی ان فرض وجودها یكون فی هذه الثلاثة ويؤيده ماورد فی الصحيح بلفظ ان كان الشوم فی شئی ففی الدار والمرأة والفرس والمقصود منه نفی صحة التطير علی وجه المبالغة۔

ترجمہ:- حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کھوپڑی سے کسی جانور کا نکلنا کوئی چیز ہے (جو اعتقاد تھا اہل جاہلیت کا کہ جس مقتول مظلوم کا انتقام نہ لیا جائے اس کی کھوپڑی سے ایک جانور پیدا ہو کر چلاتا ہے کہ مجھ کو پانی دو) اور نہ بیماری لگنا کوئی چیز ہے اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے اور اگر (بالفرض) بدشگونی کوئی چیز ہوتی تو گھر میں اور گھوڑے میں اور عورت میں ہوتی۔ (ابوداؤد)

ف:- ترجمہ میں لفظ بالفرض لکھنے کی وجہ حاشیہ مشکوۃ میں مرقاۃ سے منقول ہے جو اصل حدیث کی تشریح میں ذکر کی ہے جس کا یہی حاصل ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ مقصود اس سے بدشگونی کے وجود کی بطریق مبالغہ نفی کرنا ہے۔

ف:- اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بعضے جانوروں کی نسبت جو مطلقاً مثل الو وغیرہ کے یا خاص حالتوں میں مثلاً گھوڑے وغیرہ کے متعلق عوام کا اعتقاد ان کے منحوس ہونے کا ہے محض غلط ہے تو حیوانات کے حقوق میں سے ایک یہ امر بھی ہوا کہ ان کو منحوس نہ سمجھے اور اس کا حق ضائع کرنے سے اس کے دوسرے عملی حقوق بھی ضائع ہو جاتے ہیں کہ ان کی بے قدری کے سبب ان کے کھلانے پلانے میں کوتاہی و بے پروائی کی جاتی ہے۔

۱۶۔ وعن انس رضی اللّٰه عنه قال ان كان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ليخالطنا حتی يقول لاخ لی صغير يا ابا عمير ما فعل النغير وكان له نغير يلعب به فمات متفق علیه قال فی المرقات وفی الحديث اباحة لعب

الصبی بالطیور اذا لم یعذبہ۔

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ بے تکلفی سے رہا کرتے تھے یہاں تک کہ میرے ایک چھوٹے بھائی سے فرماتے کہ اے ابوعمیر تمہارے لال کا کیا ہوا اور اس کے پاس ایک لال تھا جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اور وہ مرگیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

ف:- معلوم ہوا کہ بچہ کو کھیلنے کے لئے پرندہ دینا درست ہے جب کہ اس کو بچہ تکلیف نہ دے، یہ شرط کہ جب اس کو تکلیف نہ دے اس کی دلیل حدیث آئندہ بھی ہے اور اس کے سوا اور بھی عام حدیثیں ہیں جن میں جاندار کو ایذاء دینے کی ممانعت آئی ہے۔

۱۷۔ وعن عامر الرامی رضی اللّٰہ عنہ قال بین نحن عند النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذ اقبل رجل علیہ کساء وفی یدہ شئی قد التف علیہ فقال یارسول اللّٰہ مررت بغیضة شجر فسمعت فیھا اصوات فراخ طائر فاخذ تھن فوضعتھن فی کسائی فجاء ت امھن فاستدارت علی راسی فکشفت لھا عنھن فوقعت علیھن فلففتھن بکسائی فھن اولاء معی قال ضعھن فوضعتھن وابت امھن الا لزومھن فقال رسول اللّٰہ اتعجبون لرحم أم الافراخ فراخھا فوالذی بعثنی بالحق للّٰہ ارحم بعبادہ من أم الافراخ بفراخھا ارجع بھن حتی تضعھن من حیث اخذ تھن وامھن معھن فرجع بھن۔ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- حضرت عامر رامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس پر ایک کملی تھی اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس کو اس نے لپیٹ رکھا تھا اس نے کہا یارسول اللہ! میں درختوں کے ایک جھنڈ میں گذر رہا تھا میں نے وہاں کسی پرندے کے بچوں کی آواز سنی میں نے ان بچوں کو لے لیا اور ان کو اپنی کملی میں رکھ لیا پھر ان کی ماں آئی اور میرے سر پر چکر

کاٹنے لگی، میں نے اس کے سامنے ان بچوں کو کھول دیا وہ ان پر گر پڑی میں نے ان سب کو کملی میں لپیٹ لیا اور وہ سب میرے پاس ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ان کو رکھ دے، راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان سب کو رکھ دیا اور ان کی ماں نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ ان بچوں کی ماں کی محبت سے جو اس کو بچوں کے ساتھ ہے تعجب کرتے ہو قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق دے کر بھیجا ہے واقعی حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحیم ہے جس قدر یہ بچوں کی ماں اپنے بچوں پر پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو واپس لے جا اور جہاں سے لایا وہاں ہی رکھ آ، ماں بھی ان کے ساتھ رہی چنانچہ وہ شخص ان کو ان کی جگہ پر پہنچانے کے لئے واپس چلا گیا۔ (ابوداؤد)

ف:- ایک روایت میں ہے کہ ایک ایسے ہی موقعہ پر آپ نے ڈانٹنے کے لہجے میں فرمایا "من فجع ھذہ بولدھا" یعنی اس کی ماں کو کس نے دکھ دیا ہے اس کے بچے اس کو واپس دے دو، یہ روایت حدیث نمبر ۲۸ میں آ رہی ہے۔

ف:- اس سے معلوم ہوا کہ کسی جانور کو بلا ضرورت دکھ دینا قابل زجر اور ممنوع ہے اور حدیث میں بھی امر کا صیغہ وارد ہے کہ ان کو واپس لے جا کر رکھ دے ظاہر امر کا وجوب ہے بشرطیکہ کوئی دلیل اس کے خلاف کی نہ ہو اور یہاں نہیں ہے اور اکثر وہ پرندے جو پنجرہ میں رکھے جاتے ہیں چونکہ وہ اصل فطرت سے بھی متوحش ہوتے ہیں اور پالنے کے بعد بھی متوحش رہتے ہیں اس توحش کے سبب بند کرنے سے ضرور دردناک ہوتے ہیں اسی طرح جب بچپن میں ان کو نکال کر لاتے ہیں جیسے طوطے کے بچوں کو بکثرت پکڑنے کی عادت ہے یہ بھی اور ان کے ماں باپ بھی دردمند ہوتے ہیں، اس لئے یہ فعل ضرور منع ہوگا چنانچہ "درمختار" کے اس قول کے تحت میں جس میں دل بہلانے کے لئے کبوتروں کے پالنے کی اجازت اور اڑانے کی ممانعت مذکور ہے علامہ شامی نے نقل فرمایا ہے کہ "مجتبیٰ"(۱) میں ہے کہ گھر میں پرندے اور مرغی رکھنے کا کچھ ڈر نہیں لیکن ان کو

(۱) یہ ایک فقہ کی کتاب کا نام ہے۔ ۱۲

کھانے پینے کو دیتا رہے، اور ''قنیہ'' میں ہے کہ بلبل کو پنجرے کے اندر محبوس کر لیا اور اس کو کھلاتا پلاتا بھی رہا تب بھی جائز نہیں اور غالباً حبس فی القفس (پنجرے میں بند کرنے) کی کراہت اس لئے ہے کہ وہ قید اور تعذیب ہے اور دوسرے طریقے پالنے کے ایسے نہیں اور اس سے تطبیق ہوگئی جس کے جواز و عدم جواز میں، اور اس میں تصریح ہے کہ پالنے کے جس طریق میں جانور کو تنگ دلی اور پریشانی ہو اس طریق سے پالنا درست نہیں۔

پس پرند وغیرہ میں بعضے تو مانوس ہو جاتے ہیں جیسے کبوتر اور تیتر اور مرغی ان کا پالنا تو کچھ حرج نہیں اور بعضے مانوس نہیں ہوتے پس اگر ان کو آزادی کے ساتھ رکھا جائے جیسے سرکاری عجائب خانہ میں بڑا میدان لوہے کے جال سے گھیر دیا جاتا ہے اور کھانے پینے کا پورا انتظام ہوتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں اور اگر پنجرہ وغیرہ میں ان کو مقید کیا جائے جیسے عام عادت ہے تو یہ درست نہیں اور لال پالنا جو اوپر مذکور ہے یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پالنے کے وقت اطلاع نہیں ہوئی اور یا انہوں نے پنجرے میں بند نہ کیا ہوگا جب ایسے جانور کا پنجرہ میں رکھنا درست نہیں گو کھانے و پینے کا بھی انتظام رکھے تو اگر اس کا انتظام بھی نہ رکھے تو دو وبال ہوں گے اور اگر اس کو دھوپ و بارش سے بھی نہ اٹھائے تو تین وبال ہیں، شیر وغیرہ کو کٹ گھر میں رکھنا بھی ایسا ہی ہے۔

۱۸۔ وعن یعلی بن مرة الثقفی رضی اللّٰہ عنه قال ثلثة اشیاء رایتھا من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بینا نحن نسیر معه اذ مررنا ببعیر یسنی علیه فلما راہ البعیر جرجر فوضع جرانه فوقف علیه النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال این صاحب ھذا لبعیر فجاءہ فقال بعینه فقال بل نھبه لك یارسول اللّٰہ وانه لاھل بیت مالھم معیشة غیرہ قال اما اذا ذکرت ھذا من امرہ فانه شکی کثرة العمل وقلة العلف فاحسنوا الیه الحدیث۔

(رواہ فی شرح السنة)

ترجمہ:۔ حضرت یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

تین واقعے عجیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھے (ان میں سے ایک یہ ہے) ہم آپ ﷺ کے ہمراہ چلے جارہے تھے کہ اچانک ہمارا گذر ایک اونٹ پر ہوا جس پر (آب پاشی کے لئے) آب کشی کی جاتی تھی، جب اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اپنی گردن کا اگلا حصہ جھکا لیا (یہ شکل ہے نیاز مندی کی) آپ ﷺ اس کے پاس کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ وہ حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ہاتھ اس کو بیچ ڈال اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! نہیں، بلکہ ہم یہ آپ کو ہبہ کرتے ہیں اور یہ ایسے گھرانے والوں کا ہے کہ بجز اس کے ان کے پاس کوئی ذریعہ معیشت نہیں آپ ﷺ نے فرمایا سو اگر اس کا یہ قصہ ہے جو تو نے ذکر کیا تو (ہم اس کو لیتے نہیں، لیکن) اس نے کام زیادہ لینے کی اور خوراک کم دینے کی شکایت کی ہے سو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ (شرح السنۃ)

ف:- یعنی جانوروں سے کام لینے والے اس میں بہت ہی مبتلا ہیں ہل چلانے والے، یکہ گاڑی ہانکنے والے وغیرہ، اس حدیث کو خوب دھیان سے پڑھیں اور سنیں، ''درمختار'' میں بیل اور گدھے سے کام لینے میں یہ شرط لگائی گئی ہے کہ بغیر مشقت اور مارنے کے کام لیوے اور وجہ میں یہ لکھا ہے کہ جانور پر ظلم کرنا ذمی پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے اور ذمی پر ظلم کرنا مسلمان پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے آہ، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان پر ظلم کرنا جس کی وعیدیں حدیثوں میں سخت سخت آئی ہے جس قدر سخت ہے جانور پر ظلم کرنا اس سے دو حصہ زیادہ سخت ہے۔ ''رد المحتار'' میں ہے کہ اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ رکھے اور اس کے منہ اور اس کے سر پر نہ مارے اس پر سب کا اتفاق ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بالکل نہ مارے اگر چہ اس کی ملک ہو پھر شرارت پر تادیباً بقدر ضرورت مارنے کی اجازت لکھی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محض تیز دوڑانے کے لئے مارنا ہرگز جائز نہیں۔

۱۹۔ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غفر لامرأۃ مومسۃ مرت بکلب علی رأس رکی یلھث کاد یقتلہ

العطش فنزعت خفها فاوثقته بخمارها فنزعت له من الماء فغفر لها بذلك قيل ان لنا فی البهائم اجرا قال فی کل ذات کبد رطبة اجر۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بدچلن عورت کی مغفرت ہوگئی جس کا گذر ایک کتے سے ہوا تھا جو ایک کنویں کے کنارے زبان لٹکائے ہوئے تھا پیاس کی وجہ سے مرنے کو ہو رہا تھا پس اس نے (رحم کھا کر) اپنا موزہ اتارا اور اس کو اپنے دوپٹہ سے باندھا اور اس کے لئے پانی نکالا (اور پلایا) سو اس سبب سے اس کی مغفرت ہوگئی عرض کیا گیا کہ کیا جانوروں کو کھلانے پلانے میں بھی ہمارے لئے اجر ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہر جانور کی خدمت میں اجر ہے۔

(بخاری ومسلم)

ف:- جن جانوروں کا قتل واجب ہے جیسے سانپ وغیرہ وہ اس سے خارج ہیں مگر ترسانا ان کو درست نہیں اور اس سے کوئی شخص کتے پالنے پر استدلال نہ کرے پالنا اور چیز ہے اور حاجت کے وقت اس کی امداد اور چیز ہے اور دیکھئے اس کتے سے اس نے کوئی کام نہیں لیا تو جو جانور کام دیتے ہیں ان کا تو اور زیادہ حق ہوگا۔

۲۰۔ وعنه وعن ابن عمر رضی اللّٰه عنه قالا قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عذبت امرأة فی هرة امسکتها حتی ماتت من الجوع فلم تکن تطعمها ولا ترسلها فتاکل من خشاش الارض۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو ایک بلی کے سبب عذاب ہوا تھا کہ اس نے اس کو پکڑ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی سو نہ تو اس کو کچھ کھانے کو دیتی تھی اور نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ حشرات الارض یعنی زمین کے کیڑے مکوڑوں سے اپنی غذا حاصل کرتی۔

ف:- ردالمختار میں ہے کہ جو بلی ایذا پہنچائے اس کو ضرب شدید نہ پہنچائی جائے بلکہ اس کو تیز چھری سے ذبح کر ڈالیں، لوگ جانوروں کو ستانے کی کچھ پرواہ ہی

نہیں کرتے اور نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں ایک عورت کو دیکھا جس کو ایک بلی کے معاملہ میں اس طرح عذاب ہو رہا تھا کہ وہ بلی اس کو نوچتی تھی جب کہ وہ عورت سامنے آتی تھی اور جب وہ پشت کرتی تھی تو وہ بلی اس کے سرین کو نوچتی تھی۔ (باب الصلوۃ الکسوف)

۲۱۔ وعن ابی جری جابر بن سلیم رضی اللّٰہ عنه فی حدیث طویل قال قلت یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اعهد الیّ قال صلی اللّٰہ علیه وسلم لا تسبن احداً قال فما سببت بعده حرّاً ولا عبدا ولا بعیراً ولا شاة۔ الحدیث (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- ابی جری جابر بن سلیمؓ سے ایک حدیث طویل میں روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ کچھ وصیت فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو برا مت کہنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد کسی کو برا نہیں کہا نہ آزاد کو نہ غلام کو نہ اونٹ کو نہ بکری کو۔ الحدیث۔ (ابوداؤد)

ف:- برا کہنے میں گالیاں دینا اور منحوس کہنا سب داخل ہو گیا، حدیث نمبر ۱۴، ۱۵ میں تفصیل ملاحظہ ہو۔

۲۲۔ وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما ان رجلاً لعن الریح عند النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال لاتلعنوا الریح فانها مامورة وانه من لعن شیئا لیس له باهل رجعت اللعنة علیه۔ رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب۔

ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوا کو لعنت کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہوا کو لعنت مت کرو کیونکہ وہ تو مامور ہے یعنی خدا کے حکم سے آتی ہے اور جو شخص ایسی شئی پر لعنت کرے جو اس کی اہل نہ ہو تو وہ لعنت اسی شخص پر لوٹتی ہے۔ (ترمذی)

ف:- اس چیز کے عموم میں جانور بھی داخل ہیں لہٰذا جانوروں پر بھی لعنت

درست نہیں۔

۲۳۔ وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یکره الشكال فی الخيل والشكال ان يكون الفرس فی رجله اليمنی بياض وفی يده اليسری وفی يده اليمنی ورجله اليسری، رواه مسلم قال فی اللمعات يمكن ان يكون قد جرب ذلك الجنس فلم يكن فيه نجابة۔

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑوں میں شکال کو پسند نہ فرماتے تھے اور وہ یہ ہے کہ اس کے داہنے پاؤں اور بائیں ہاتھ میں یا داہنے ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو (مسلم) لمعات میں ہے کہ ممکن ہے کہ تجربہ سے اس جنس میں نجابت (۱) نہ ہوتی ہو (اور اس ممکن کی تعیین وقوع (۲) سے ہوگئی ہو کہ حدیثوں میں نحوست کی نفی کی تصریح آئی ہے۔

۲۴۔ وعن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم يمن الخيل فی الشقر (رواه الترمذی وابوداؤد) والشقرة الحمرة الصافية۔

ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑوں میں مبارک سرخ رنگ میں ہے۔ (ترمذی)

ف:- برکت کا ثبوت تو اشیاء میں ہے مگر نحوست کا نہیں۔

۲۵۔ وعن عتبة بن عبد السلمی رضی الله عنه ان سمع رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول لا تقصوا نواصی الخيل ولا معارفها ولا

(۱) نجابت: نسل کا اچھا ہونا۔

(۲) مطلب یہ ہے کہ یہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ واقع بھی یہی ہے۔ بس یہ وجہ متعین ہوگئی صرف احتمال، امکان ہی نہ رہا اور دلیل اسی وجہ کی متعین ہونے کی وہ حدیثیں ہیں جن میں نحوست کی نفی آتی ہے، بس نحوست کی وجہ، اور کوئی وجہ محتمل نہ تھی جب ایک حق ہے دوسری متعین ہوگئی۔ ۱۲۔ منہ۔

اذنابها فان اذنا بها مذابها و معارفها دفائها و نواصيها معقود فيها الخير۔

(رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ گھوڑوں کی پیشانی کے بال اور ایال اور دم مت کاٹا کرو کہ دم تو ان کی مورچھل ہیں اور ان کی ایال گرمی کا سامان ہے اور پیشانی کے بالوں میں خیر متعلق ہے۔ (ابوداؤد)

۲۶۔ وعن ابی وھب الجشمی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: ارتبطوا الخیل وامسحوا بنواصیھا و اعجازھا قال اکفالھا وقلدوھا ولا تقلدوھا الاوتار۔ (رواہ ابو داؤد والنسائی)

ترجمہ:- حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے اپنے ہاں باندھا کرو اس میں ان کی قدر کا اظہار ہے اور نیز اس شفقت سے اس میں راحت ونشاط کا اثر پیدا ہوتا ہے اور فرمایا کہ ان کے گلے میں پٹہ ڈالا کرو تانت مت باندھا کرو۔ (ابوداؤد ونسائی)

ف:- ان دونوں حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ جانور کو راحت پہنچانا چاہئے اور اس کی راحت کے کمی کے اسباب سے بچنا چاہئے پس اس کو اذیت وعقوبت پہنچانا کس قدر مذموم یعنی برا ہوگا، تانت باندھنے کی ممانعت کی وجہ آئندہ ملے گی۔

۲۷۔ وعن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین۔ الحدیث۔

(رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ والدارمی)

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن دو دنبے ذبح کئے جو سینگوں والے تھے اور دو رنگے تھے اور خصی تھے۔

(احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ، دارمی)

ف:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مصلحت سے جانور کو بدھیا کرنا جائز

ہے۔ درمختار ورد المختار میں بھی اس کی تصریح ہے۔

۲۸۔ وعن عبد الرحمن بن عبد اللہ عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فانطلق لحاجتہ فراینا حمرۃ معھا فرخان فاخذنا فرخیھا فجاءت الحمرۃ فجعلت تفرش فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من فجع ھذہ بولدھا ردوا ولدھا الیھا ورای قریۃ النمل قد حرقناھا قال من حرق ھذہ فقلنا نحن قال انہ لاینبغی ان یعذب بالنار الا رب النار۔ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- حضرت عبد الرحمن بن عبد اللہ ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے آپ ﷺ اپنی حاجت کے لئے تشریف لے گئے ہم نے ایک لال مادہ دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے، ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا وہ لال مادہ آئی جو اپنے بچوں پر بچھی جاتی تھی اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اس کو کس نے بچے کی طرف سے دکھ دیا ہے، اس کے بچے اس کو واپس کردو، اور آپ ﷺ نے ایک بھٹ (سوراخ) چیونٹیوں کا دیکھا جس کو ہم نے جلا دیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کس نے جلایا ہے، ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگ سے سزا دینا آگ کے رب کے سوا اور کسی کو جائز نہیں۔ (ابوداؤد)

ف:- اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) جانور سے بچے کو پکڑنے کی اجازت نہیں کہ وہ خود بھی پریشان ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۱۷ کے ذیل میں اس کی تفصیل گذری ہے اور ان کے ماں باپ بھی پریشان ہوتے ہیں جس کی بنا پر اس حدیث میں یہ حکم فرمایا کہ بچوں کو واپس کردو، پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس کی اجازت نہیں۔

(۲) جانور کو آگ سے جلانا جائز نہیں اگرچہ وہ موذی ہی ہو، اس میں وہ داغ دینا بھی آگیا جس کو تکلیف ہو، اور دوسرے طریقے بھی آگئے جیسے کھٹملوں پر گرم پانی

چھوڑنا یا بھڑوں کا چھتہ جب کہ دوسری تدبیر بھی ممکن ہو جلانا یا کچے پانی میں کسی زندہ جانور کا روغن نکالنے کے لئے ڈال دینا جیسا طبیب لوگ بتلاتے ہیں ''طبی جوہر'' مصنفہ مولوی محمد مصطفیٰ صاحب میں اس کی کافی بحث ہے اور اس رسالہ میں تداوی بالحرام [1] میں بھی خوب بحث کی ہے۔

اور فقہاء نے جو علاج کی مصلحت سے داغ لگانے کی اجازت دی ہے (کمافی ردالمختار) وہ مقید ہے تحمل کے ساتھ، یعنی داغ کا تحمل ہو، اس کی اجازت ہے اور دلیل اس کے جواز کی خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخم پر داغ دینا ہے اس طرح اگر موذی جانور کے دفع کی کوئی سبیل نہ ہو تو آگ کی تدبیر کی اجازت ہے جیسے غنیم کی مدافعت (دشمن کے دفاع) کے لئے بندوق سے کام لینا کہ وہ بھی احراق یعنی جلانا ہے اس جلانے کا جواز درمختار مع ردالمحتار میں موجود ہے۔

۲۹۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً لعن اللہ الخمر و شاربها و ساقيها و بائعها و مبتاعها و عاصرها و معتصرها و حاملها و المحمولة اليه۔ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور اسکے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس کے بنانے والے پر اور اس کے بنوانے والے پر اور اسکے لے جانے والے پر اور اس پر بھی جس کے پاس لائی جائے۔ (ابوداؤد)

ف:- پلانا عام ہے جانور کے پلانے کو بھی اس سے معلوم ہوا کہ جانور کو کوئی حرام چیز کھلانا پلانا جائز نہیں جیسے بعض لوگ قوت کے لئے واہی تباہی چیزیں مرغ وغیرہ کو کھلا کر پھر اس کو ذبح کر کے خود کھاتے ہیں، ''درمختار'' میں تصریح ہے '' وحرم الانتفاع بها يعني بالخمر ولو لسقي دواب او الطين او نظر للتلهي او في

(۱) حرام کے ساتھ دوا کرنا۔۱۲

دواء الخ "پس متن کی روایت تو مطلق ہے صرف بعض مشائخ کا قول شامی نے نقل کیا ہے کہ "لو قاد الدابة الی الخمر لاباس به ولو نقل الی الدابة یکره" مگر متن کو ترجیح ہوتی ہے ہاں اگر نجس چیز کو کہیں رکھی ہو اور جانور کھانے لگے اس کو روکنا واجب نہیں نہ یہ کہ قصداً اس کے کھلانے کا اہتمام ہے۔

۳۰۔ وعن سهل بن الحنظلية رضی الله عنه قال مر رسول الله صلى الله عليه وسلم ببعير قد لحق ظهره ببطنه فقال اتقوا الله فی هذه البهائم المعجمة فاركبوها صالحة واتركوها صالحة ۔ (رواه ابو داؤد)

ترجمہ:- حضرت سہل بن حنظلیہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اونٹ پر گذر ہوا جس کی کمر (بھوک کی وجہ سے) پیٹ سے ملی ہوئی تھی آپ ﷺ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو لہٰذا مناسب طریقہ پر ان پر سواری کرو (اور ان کی بھوک پیاس کا خیال رکھو) اور مناسب طریقہ پر ان کو چھوڑ دو (یعنی تھکنے سے پہلے) سواری ختم کردو۔ (ابوداؤد)

ف:- جانور بے زبان ہیں وہ اپنی تھکن اور بھوک و پیاس کو ظاہر کرنے سے عاجز اور قاصر ہیں لہٰذا تم خود ہی ان کے حقوق کا خیال کرو اور ان کے کھانے پینے کا دھیان کرتے رہا کرو ان میں چلنے کی طاقت ہو تو استعمال کرو، استعمال کرتے کرتے ان کا ست ہی مت نکال دو بلکہ تھکنے سے پہلے پہلے ہی انہیں چھوڑ دو۔

۳۱۔ وعن ابن عباس رضی الله عنه انه دفع مع النبی صلى الله عليه وسلم يوم عرفة فسمع النبی صلى الله عليه وسلم وراءه زجراً شديداً وضرباً للابل فاشار بسوطه اليهم وقال يا ايها الناس عليكم بالسكينة فان البر ليس بالايضاع ۔ (رواه البخاری)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں عرفہ کے دن (حج کے موقعہ پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ ﷺ نے پیچھے سے اونٹوں کے مارنے اور سختی سے ہانکنے کی آواز سنی، لہٰذا آپ ﷺ نے (پیچھے مڑ کر)

لوگوں کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! اطمینان سے کام لو کیونکہ (سواری کا) دوڑانا نیکی نہیں ہے۔ (بخاری)

ف:- معلوم ہوا کہ جانوروں کو بلاضرورت دوڑانا اور خواہ مخواہ بلاضرورت ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرکے جانور کو پریشان کرنا (جیسا کہ تانگہ والے اور بیل گاڑی والے کیا کرتے ہیں) منع اور نادرست ہے۔

۳۲۔ وعن ابی بشیر الانصاری رضی اللّٰہ عنہ انہ کان مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی بعض اسفارہ فارسل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہٖ وسلم رسولا لا تبقین فی رقبۃ بغیر قلادۃ من وتر الاقطعت۔

(رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ:- حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اس سفر میں ایک یہ واقعہ پیش آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قافلہ والوں میں آواز دینے کے لئے ایک قاصد بھیجا) کہ کسی اونٹ کے گلے میں تانت بندھا ہوا نہ چھوڑا جائے۔ (بخاری ومسلم)

ف:- چونکہ تانت سخت ہوتا ہے اور ربسا اوقات کھال کاٹ کر اس کے گوشت میں گڑھ جانے کا بھی احتمال ہوتا ہے اس لئے اس کے باندھنے سے منع فرمایا ہے بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنی داڑھی میں گرہ لگائی یا (جانور کے گلے میں) تانت باندھا یا چوپایہ کی لید سے یا ہڈی سے استنجاء کیا اس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بری ہے۔ (ابوداؤد)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی جانور کو اس طرح کس کر باندھنا کہ جس سے اٹھتے بیٹھتے اس کا گلا گھٹے درست نہیں۔

۳۳۔ وعن انس رضی اللّٰہ عنہ قال اتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بتمر عتیق فجعل یفتشہ ویخرج منہ السوس۔ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں پرانی کھجوریں لائی گئیں تو آپ ﷺ ان میں سے دیکھ دیکھ کر کیڑے نکالنے لگے۔ (ابوداؤد شریف)

ف:- معلوم ہوا کہ اگر کسی پھل میں کیڑے پڑ جائیں تو ان کو صاف کر کے پھل کھانا چاہئے، کیڑے کھانا درست نہیں ہے، ہندوستان میں جو یہ رواج ہے کہ گولر کو بھنگوں سمیت کھا جاتے ہیں، درست نہیں ہے۔

٣٤۔ وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال بینما رجل یسوق بقرة اذا عیی فرکبها فقالت انا لم نخلق لهذا انما خلقنا لحراثة الارض فقال الناس سبحان الله بقرة تکلم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فانی أومن به انا و ابو بکر و عمر وما هما ثم۔ (رواه البخاری ومسلم) والحدیث طویل۔

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بیل ہانک کر لیجا رہا تھا چلتے چلتے وہ شخص تھک گیا تو اس بیل پر سوار ہو گیا، اس بیل نے کہا کہ ہم اس لئے پیدا نہیں کئے گئے (کہ ہم پر سواری کی جائے) ہم تو صرف زمین کی کھیتی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، یہ ماجرہ دیکھ کر لوگوں نے (تعجب سے) کہا کہ سبحان اللہ بیل بھی (آدمیوں کی طرح) بولتا ہے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا تو اس پر ایمان ہے اور ابو بکر و عمر کا بھی (کہ اللہ کو سب کچھ قدرت ہے وہ جانوروں کو بھی زبان دے سکتا ہے) اور جس وقت آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت ابو بکر ؓ اور عمر ؓ وہاں موجود بھی نہ تھے (اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو ان دونوں حضرات سے بہت زیادہ تعلق تھا اور ان دونوں کے ایمان کو آپ ﷺ بہت ہی زیادہ قابل ذکر سمجھتے تھے)۔ (بخاری ومسلم)

ف:- اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ نے جس جانور کو جس مقصد کے لئے بنایا اس کو اسی میں استعمال کرنا چاہئے لہٰذا اگر کوئی بکری پر سوار ہونے لگے تو یہ فعل غلط اور بے جا ہوگا۔

٣٥۔ وعن ام کرز رضی الله عنها قالت سمعت رسول الله صلی

اللّٰہ علیہ وسلم یقول اقروا الطیر علی مکناتھا۔ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں رہنے دو۔ (ابوداؤد)

ف:- معلوم ہوا کہ پرندوں کو گھونسلوں سے اوران کے رہنے کی جگہوں سے ہٹانا اوراڑانا درست نہیں ہے اس سے عرب کے اس فعل کی ممانعت بھی معلوم ہوتی ہے جو زمانہ جاہلیت میں (اسلام سے پہلے) کیا کرتے تھے کہ جب کسی کام کو جانا ہوتا فال لینے کے لئے جانور کو گھونسلے سے اڑا دیتا تھا اگر جانور سیدھی طرف آتا تو اس کو اچھا فال سمجھ کر کام کو چلا جاتا تھا اور اگر وہ جانور بائیں طرف کو اڑتا تو اس کو بدفال سمجھتا تھا اور کام سے رک جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرکیہ حرکت کی ممانعت فرمائی۔

۳۶۔ وعن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کفی بالمرء اثماً ان یضیع من یقوت وفی روایۃ کفیٰ بالرجل اثما ان یحلس عمن یملک قوتہ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے گنہگار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جس کی خوراک اس کے ذمہ ہو اس کو ضائع کردے یعنی اس کی خوراک روک لیوے جس سے اس کی قوت وطاقت یا جان ہی جاتی رہے۔ (رواہ مسلم)

ف:- دوسری روایت میں ہے کہ انسان کے گنہگار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جو چیز اس کی ملک میں ہو اس کی خوراک روک لیوے، مطلب یہ ہے کہ ہر انسان میں ساری خوبیاں ہوں مگر اس میں یہ برائی ہو کہ جن کی خوراک اس کے ذمہ ہو مثلاً غلام، بیوی، جانور، اولاد تو اس کے گنہگار اور لائق گرفت ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ ان کی خوراک روک لیوے جیسا کہ بلی والی عورت اس وجہ سے دوزخ میں داخل کردی گئی

کہ اس کو باندھ کر کچھ کھانے پینے کو نہ دیا جس سے اس بے زبان کی جان جاتی رہی۔

۳۷۔ وعن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مامن مسلم یغرس غرساً أو یزرع زرعاً فیا کل منہ انسان او طیرا و بھیمۃ الا کانت لہ صدقۃ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی مسلمان کوئی پودا لگائے یا کھیتی بوئے پھر کوئی انسان یا پرندہ یا چوپایہ اس میں سے کھالیوے وہ تو اس کے لئے صدقہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

ف:۔ اس سے جاندار چیز کے کھلانے پلانے کا اجر معلوم ہوا اور جب مطلقاً ہر جانور کا کھلانا پلانا صدقہ ہے (بلکہ حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اپنی بے خبری میں جو کھیت سے جانور اور چوپایہ کھاجائیں جیسا کہ چڑیا وغیرہ کھاجاتی ہے وہ صدقہ ہے تو جس جاندار کو اس نے پال رکھا ہو اور اس کی خوراک اپنے ذمہ کر رکھی ہو اس کے کھلانے پلانے میں کس قدر ثواب ہوگا۔

۳۸۔ وعنہ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الخلق عیال اللّٰہ فاحب الخلق الی اللّٰہ من احسن الی عیالہ۔

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:۔ حضرت انس ﷛ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے سو اللہ کا سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے۔ (بیہقی)

ف:۔ مخلوق میں جانور بھی آگئے لہٰذا جانوروں کو آرام سے رکھنا اور ان کی خیر وخبر رکھنا ان کو کھلانا، پلانا بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پیارا بننے کا عمل ہوا۔

۳۹۔ وعن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قرصت نملۃ نبیا من الانبیاء فامر بقریۃ النمل فاحرقت فاوحی

اللّٰہ تعالی الیہ ان قرصتك نملة احرقت امة من الامم تسبح۔

(رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نبیوں میں ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے حکم دے کر چیونٹیوں کا بھٹ (بل) جلوا دیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ایک چیونٹی کے کاٹ لینے کی وجہ سے تم نے تسبیح پڑھنے والی ایک پوری جماعت کو جلا دیا۔

(بخاری و مسلم)

ف:- قرآن شریف میں آیا ہے کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے (بنی اسرائیل) لہٰذا کسی چیز کی جان لینے میں ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اس عالم میں ذکر الٰہی کی کمی ہو جائے گی جیسا کہ اللہ جل شانہ نے اس پر ایک نبی کی گرفت فرمائی جس کا اس حدیث میں ذکر ہے لہٰذا جو جانور موذی ہو یا جو حلال جانور ہو اور اس کا گوشت کھانے کا ارادہ ہو (محض تفریح مقصود نہ ہو) تو اس کے سوا کسی جانور کی جان لینا اللہ کی رضامندی کے خلاف ہو اور اگرچہ موذی اور وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں مگر انسانوں کی مصلحت اور ضرورت سے اللہ تعالیٰ نے حلال جانور کو کھانے اور موذی کو مارنے کی اجازت دی ہے۔

٤٠۔ عن ابی هريرة رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال يقضى اللّٰہ بين خلقه الجن والانس والبهائم وانه يقيد يومئذ للجماء من القرناء حتى اذا لم يبق تبعة عند واحدة لاخرى قال اللّٰہ كونوا ترابا فعند ذالك يقول الكفر يليتنى كنت ترابا۔ (رواہ ابن جرير الطبری فی تفسيرہ)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) اپنی مخلوق (یعنی) جن و انسان اور چوپایوں میں فیصلہ فرمائیگا اور اس روز بے سینگ والے جانور کو سینگ والے جانور سے (جس نے اس کو دنیا میں ناحق مارا ہوگا) بدلہ دلایا جائے گا یہاں تک کہ جب کسی جانور کا

دوسرے جانور سے کوئی مطالبہ نہ رہے گا اللہ تعالیٰ ان کو حکم دے گا کہ سب مٹی ہو جاؤ اس وقت یہ (منظر دیکھ کر) کافر کہے گا کہ کاش میں مٹی ہی ہو جاتا (تو جانوروں کی طرح ہمیشہ کے عذاب سے بچ جاتا۔ (تفسیر ابن جریر)

ف:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانور پر ظلم کرنا اس قدر سخت بات ہے کہ اگر اس پر دوسرا جانور بھی ظلم کرے جو کہ شرعاً مکلف نہیں قیامت میں اس کا بدلہ بھی لیا جائے گا تو اگر آدمی ظلم کرے گا جو کہ شرعاً مکلف ہے اس سے کیونکر بدلہ نہ لیا جاوے گا؟

آخری گزارش

یہ کل چالیس حدیثیں ہیں جن سے جانور کے پالنے اور استعمال کرنے کے احکام معلوم ہو گئے عمل کرنے والوں کے لئے یہی بہت ہیں اور جن کو عمل نہ کرنا ہو ان کیلئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں، تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ اس رسالہ کو خود پڑھیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

اشرف علی
۱۸ رجب ۱۳۳۵ھ

حقوق حیوانات ومتعلقات آں

قمار کے لئے جانور پالنا

سوال (۳۲۹) مـا قـولـكـم رحـمـكـم الله اس بارے میں کہ اگر کوئی دو شخص مرغ کی یا بکرے کی لڑائی کرادیں اور پھر جب ان میں سے کسی ایک نے بازی جیت لی اور بازی میں جیتی ہوئی مرغ کو یا بکرے کو دوسرے کسی کے ہاتھ بیچ دے تو اب اس دوسرے کے ہاتھ میں سے کسی کو اس کا خریدنا جائز ہے یا ناجائز؟ فرض کرو کہ اس نے اس بکرے کو قصاب کے ہاتھ فروخت کردیا تو اب اس قصاب کے پاس سے گوشت اس کا خرید کر کے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب مفصل تحریر فرمائیں۔ فقط

الجواب: - بازی بدنا قمار ہے اور جو جانور قمار میں حاصل ہوا ہو وہ حرام ہے نہ اس کا ذبح کرنا جائز، نہ اس کا گوشت بیچنا جائز، نہ خریدنا جائز، نہ کھانا جائز، قال الله تعالیٰ وان تستقسموا بالازلام۔ یہ شاہ عبدالقادر صاحب مفسر دہلوی رحمہ اللہ ترجمہ میں فرماتے ہیں:

''اور یہ کہ بانٹا کرو پانسہ ڈال کر اور بانٹا کرنا بانسوں سے یہ کافروں کا ایک جوا تھا کہ شرط بد کر ایک جانور دس شخص نے خریدا اور ذبح کیا اور دس پانسے تھے کسی پر لکھا آدھا کسی پر پاؤ، کم زیادہ، کوئی خالی، پھر بانٹنے لگے تو ہر ایک کے نام پر جو پانسہ آیا ہے وہی حصہ اس کو ملا یا خالی نکل گیا۔'' شرط بدنی تمام حرام ہے یہ بھی اس میں داخل ہے۔

موضح القرآن ۱۲

وهكذا في بعض التفاسير، والله اعلم، ۲۵/ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ۔

(امداد، ج ۲ ص: ۱۳۵) (امداد الفتاویٰ ج: ۳ ص: ۲۶۲)

جانور کی پیشاب گاہ میں ہاتھ ڈال کر دودھ دوہنا

سوال (۳۳۰) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جس بھینس کا بچہ

مرجاتا ہے اس کو گدی گوڈتے ہیں یعنی اگلے پاؤں باندھکر فرج میں مع اس کی دم کے ہاتھ ڈالتے ہیں اور آہستہ آہستہ اس کی پیٹھ پر ہاتھ مارتے ہیں بعدہ ہاتھ کو پاک کر کے دودھ نکالتے ہیں اس طریقہ سے جو دودھ حاصل کرتے ہیں اس دودھ کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- چونکہ کوئی وجہ دودھ کی حرمت کی نہیں اس لئے دودھ کا کھانا حلال، جائز ہے۔ (۱) واللہ اعلم، (امداد، ج ۲، ص: ۱۳۱) (امداد الفتاوی ج: ۳، ص: ۲۶۳)

جانور کو خصی کرنا

سوال (۳۳۱) خصی بنانا بکروں کا جائز ہے یا ناجائز ہے، بر تقدیر ناجائز ہونے کے قربانی کیونکر جائز ہے؟

الجواب:- فی الدر المختار اول فصل البیع من کتاب الکراھیۃ وجاز خصاء البھائم، روایت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ خصی بنانا بکروں کا جائز ہے، واللہ اعلم۔ ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۱ھ۔ (امداد، ج: ۲، ص: ۱۵۷)

کھٹمل کو مارنے کے لئے چارپائی میں گرم پانی ڈالنا

سوال (۳۳۲) چارپائی میں کھٹمل دفع ہونے کو اگر چارپائی میں گرم پانی ڈالے تو کیسا ہے؟

الجواب:- فی رد المختار کیفیۃ القتال من کتاب الجھاد تحت قول الدر المختار وحرقھم مانصہ لکن جواز التحریق والتغریق مقید کما فی الشرح السیر بما اذا لم یتمکنوا من الظفر بھم بدون ذلک بلا مشقۃ عظیمۃ فان تمکنوا فلا یجوز۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کھٹملوں کے دفع کا اور کوئی آسان طریقہ نہ ہو تب تو

---

(۱) اور یہ فعل بھی جائز ہے جیسا کہ خصی کرنا بعلۃ منافع للناس جائز ہے، وہ علت یہاں بھی موجود ہے، ھکذا قال استاذ العلام مدظلہ ۱۲۔

تو گرم گرم پانی ڈالنا ان پر درست ہے ورنہ ممنوع ہے۔ ۱۲ رجب سنہ ۱۳۲۲ھ۔

(امداد ج:۲،ص:۱۹۳) (امداد الفتاوی ج:۲،ص:۲۶۲)

زندہ کیڑوں کو آگ میں جلانا یا کسی جانور کو کھلانا

سوال (۳۳۳) برائے آختہ اسپ کرم زندہ را در آتش دود کنانیدہ از دود بوئے سوختگی آں کرم اسپ آختہ می شود یا کرم زندہ را می خورانند کہ اسپ شود شرارت نکند یا برائے لحاظ دوائے کرم زندہ را برائے اسپ یا دیگر جانوری خورانند، دریں فعل حکم شریعت چیست ایں ہمہ صور تہا دریں بلاد رائج است؟

الجواب:- عن عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان النار لایعذب بھا الا اللّٰہ رواہ البخاری وعن عبد الرحمن بن عبد اللّٰہ عن ابیہ رضی اللّٰہ عنھما فی حدیث طویل قال ورأی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قریۃ نمل قد حرقنا ھاقال من حرق ھذہ فقلنا نحن قال انہ لاینبغی ان یعذب بالنار الا رب النار، رواہ ابو داؤد ومشکوۃ باب قتل اھل الردۃ والبغاۃ بالفساد۔

ازیں حدیث مستفاد شد کہ کرم زندہ را در آتش دود کردن حرام است۔

وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لاتتخذوا شیئا فیہ الروح غرضا رواہ مسلم مشکوۃ باب الصید والذبائح قال النووی ھذا النھی للتحریم وفی الدر المختار احکام الخمر من کتاب الاشربۃ وحرم الانتفاع بھا ولو لسقی دواب فی رد المحتار قولہ، ولسقی الدواب قال بعض المشائخ لو قاد الدابۃ الی الخمر لاباس بہ ولو نقل الی الدابۃ یکرہ۔اھ۔

ازیں روایات معلوم می شود کہ کرم زندہ جانور خورانیدن باایں طور کہ کرم را پیش جانور بردہ شود جائز نیست کہ ہم دریں تعذیب اوست بلا ضرورت۔

لانہ یمکن قود الدابۃ الیھا کما فی الاصطیاد والذی فیہ ضرورۃ الانتفاع فشانہ اتخاذ الروح غرضاً لانھا لاتقدر ان تحرز نفسھا ، وہم نقل شی محرم است بسوئے دابہ فقط۔ (امداد الفتاوی، ج:۳، ص:۲۶۳، ص:۲۶۴) (تتمہ اولی ص:۳۱۳)

موذی کتے کو ہلاک کرنا اور اس کے ضمان کا حکم

سوال (۳۳۴) ہمارے محلے میں ایک شخص کا کتا ہے، اس کے سبب سے سخت تکلیف ہے برتن وغیرہ خراب کرجاتا ہے اور رات کے وقت بھی ہر کسی کو دق کرتا ہے تو اس کو کچلہ دے کر مار ڈالنا جائز ہے؟ مالک کتے کا کچھ بندوبست نہیں کرتا۔

الجواب:- اس کا ہلاک کرنا تو جائز معلوم ہوتا ہے مگر اس کے دام مالک کو دینا ہوں گے خواہ کسی بہانہ سے ۲۴، رمضان سنہ ۱۳۳۳ھ۔ (تتمہ ثانیہ ص:۷۸)

دوا کی غرض سے جانور کو مارنا

سوال (۳۳۵) طلاء کے نسخہ میں جو کیچوے و کچھوے وبیر بہوٹی وغیرہ مار کر ڈالی جاتی ہے مرض کے لئے ان چیزوں کی جان کھونا جائز ہے یا نہیں؟ یا کوئی شخص اپنی بکری (یعنی فروخت) کے لئے طلا تیار کرے اور ان چیزوں کو ڈالے تو ان کا مارنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:- چونکہ شرع میں یہ ضرورتیں معتبر ہے اس لئے جائز ہوگا ہاں تکلیف زائد از ضرورت دے کر مارنا جائز نہیں۔

۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۴ھ (امداد ج:۳، ص:۱۷۹) (امداد الفتاوی ج:۳، ص:۲۶۳)

جانوروں کا کانجی ہاؤس میں داخل کرنا

سوال (۳۳۶) نیلام کانجی ہاؤس سے جانور خریدنا اور اس کی قربانی کرنا اور جانوروں کا کانجی ہاؤس بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- فی الدر المختار وان غلبوا (ای اھل الحرب) علی

اموالنا واحرزوها بدراهم ملکوها، اور عملہ کانجی ہاؤس نائب ہیں مستولین کے، پس استیلاء تمسلکاً سے وہ جانور ملک سرکار کی ہو جائے گا، لہٰذا بیع کے وقت اس کو خریدنا جائز ہے اور جب یہ بیع صحیح سے ملک میں داخل ہو گیا تو قربانی بھی اس کی درست ہے البتہ عرفاً بدنامی کا موجب ہے اس لئے بلاضرورت بدنام بالخصوص مقتدا کے لئے زیبا نہیں اور کانجی ہاؤس میں جانور کو داخل کرنا۔

اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی جانور کھیت میں خود گھس گیا ہے اس جانور کا داخل کرنا تو بالکل جائز نہیں کیونکہ اس میں مالک پر ضمان نہیں تو اس سے کچھ لینا یا لینے میں اعانت کرنا ظلم ہے اور اگر کسی نے قصداً جانور کو کھیت وغیرہ میں داخل کر دیا ہے اس پر بقدر اتلاف ضمان ہے اس مقدار تک کانجی ہاؤس میں یا ویسے ہی اس سے وصول کیا ہے تو جائز ہے اور اس سے زائد بطور جرمانہ کے ناجائز ہے کیونکہ یہ تعزیر بالمال ہے اور حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے۔

کما صرحوا فی الدر المختار آخر باب جنایة البهيمة ادخل غنماً او ثورا او فرسا او حمارا فی زرع او کرم ان سائقا ضمن ما اتلف والالا وقیل یضمن وقال الشامی مرجحاً للقول الثانی اقول ویظهر ارجحية هذا القول لموافقته لما مر اول الباب من انه یضمن ما احدثته الدابة مطلقاً اذا ادخلها فی ملك غیره بلا اذنه لتعدیه واما لو لم یدخلها ففی الهداية ولو ارسل بهیمة فافسدت زرعا علی فورها ضمن المرسل وان مال یمیناً او شمالا وله طریق آخر لا یضمن لما مر۔

(امداد الفتاویٰ ج:۳، ص:۲۶۳) ۵ محرم سنہ ۱۳۲۳ھ (حوادث اول ص ۴۷)

موذی جانوروں کو مجبوری کے وقت آگ میں جلانا

سوال (۳۳۷) جنگل کا ایک جانور بنام سیہ ہے وہ کھیت کو نقصان بہت پہنچاتی ہے اور ان کی تدبیر سوائے زمین کو آگ دینے کے اور نہیں ہو سکتی تو ان کو آگ

دے کر مار دیا جاوے یا نہیں؟

الجواب:- اگر وہ کسی اور طریق سے دفع نہ ہو تو پھر مجبوری کو آگ دینا جائز ہے اور اگر کسی اور طریق سے ہلاک ہو جاوے یا وہاں سے اور جگہ دفع ہو جاوے تب جلانا جائز نہیں۔ ۱۰ ربیع الآخر سنہ ۱۳۳۴ھ (تتمہ رابعہ ص:۲۱) (امداد الفتاویٰ ج:۲، ص:۲۶۵)